جناب مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب

حیات عیسیٰ علیہ السلام

"پیغامِ صلح" کے جواب میں

جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ! ہدانا اللہ وایاکم الی صراط مستقیم ۔

مزاج گرامی ! راقم نے آنجناب کے ایک اداریہ سے متاثر ہو کر یکے بعد دیگرے تین دعوتی مراسلے جناب کی خدمت میں ارسال کیے تھے ، جن کا مقصد کسی بحث ومباحثہ میں الجھنا نہیں تھا ۔ بلکہ محض آپ حضرات کی خیر خواہی وہمدردی کے لئے اُس غلطی پر متنبہ کرنا تھا جو مرزا غلام احمد کو "مسیح" اور "مہدی" ماننے میں آپ کی جماعت سے سرزد ہوئی ۔ خیال تھا کہ آنجناب معروضات پر ٹھنڈے دل سے غور فرما کر اس غلطی کی اصلاح فرمائیں گے ۔ مگر مجھے یہ دیکھ کر افسوس ہوا کہ آپ نے ۱۴ جولائی کے "پیغام صلح" میں اس ناکارہ کے پہلے مراسلہ کا صرف ایک فقرہ نقل کر کے ایک ایسے موضوع پر خامہ فرسائی شروع کر دی ۔ جو بقول آپ کے "بہت پرانا ، گھسا پٹا اور غیر دلچسپ" ہے ۔ چونکہ میرا مقصد صرف آپ کی خیر خواہی ہے ۔ اس لئے میں ایک بار پھر کوشش کروں گا کہ اِدھر اُدھر کی باتوں سے قطع نظر کر کے آپ کے ذہن میں جو شبہات راسخ ہیں ۔ ان کا ازالہ کروں اور آپ کو حق وانصاف اور صراط مستقیم کی دعوت دوں ۔ وما توفیقی الا باللّٰہ ۔

آپ کو یاد ہوگا کہ آپ نے اپنے اداریہ میں اس امر پر گہرے رنج وغم کا اظہار فرمایا تھا کہ ہم اپنے ماضی سے کٹ گئے ہیں ۔" اس پر میں نے عرض کیا تھا کہ آنجناب کا یہ احساس بھی بجا ہے کہ آپ اپنے ماضی سے کٹ چکے ہیں ۔ اور اس پر اظہار رنج وتاسف بھی بالکل صحیح ہے ۔ (جن اخلاف کا رشتہ ان کے اسلاف سے کٹ جائے اور وہ اپنے اسلاف کے صراط مستقیم کو چھوڑ کر کسی اور راستہ پر جا نکلیں ۔ ان کی حالت بلاشبہ قابل رحم ہے ۔) میں نے اس مرحلہ پر یہ ضروری سمجھا تھا کہ آپ کو آگاہ کیا جائے کہ آپ کے اپنے ماضی سے کٹ جانے کی ابتدا کس تاریخ سے

ہوتی ہے ، اور وہ کونسی غلطی ہے جس نے آپ لوگوں کو اپنے ماضی کاٹ ڈالنے میں سب سے بڑا کردار ادا کیا ۔ اس غلطی کی نشاندہی کرنا ہی آپ لوگوں کی سب سے بڑی خیرخواہی ہوسکتی ہے وراسی خیرخواہی کا حق ادا کرنے کیلئے میں نے لکھا تھا۔

"آنجناب بے خبر نہیں ہوں گے کہ سیدنا عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) کے آسمان سے نازل ہونے کا عقیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متواتر احادیث میں وارد ہے ۔ اور دورِ نبویؐ سے آج تک امت اسلامیہ میں نسلاً بعد نسلٍ اور طبقۃً بعد طبقۃ متواتر چلا آتا ہے ۔ یہی عقیدہ حدیث ، فقہ ، تفسیر اور عقائد کی کتابوں میں اکابر امت نے درج فرمایا ہے ۔ لیکن جناب مرزا غلام محمد صاحب نے اسے بیک جنبشِ قلم "شرکِ عظیم" قرار دے ڈالا ــــ میں عقل وفطرت کے نام پر آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ تمام صحابہؓ ، تابعین ، مجددین ، اولیاء ، اقطاب جو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور آمدِ ثانی کے قائل تھے ۔ وہ سب نعوذ باللہ گمراہ اور شرکِ عظیم کے مرتکب تھے ؟ کیا اس کے بعد بھی آپ کو اپنے ماضی سے کٹ جانے میں کوئی شک و شبہ باقی رہ جاتا ہے ۔"

میری اس گذارش پر آپ تحریر فرماتے ہیں :

" ہم محمد یوسف صاحب کی خدمت میں یہ عرض کئے دیتے ہیں کہ جماعتِ احمدیہ میں لوگ مختلف فرقوں سے آکر شامل ہوئے ۔ خود مرزا صاحب اور آپ کی جماعت کا ۱۸۹۰ء کے اس دن تک یہی عقیدہ رہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں ۔ جس دن تک اللہ تعالیٰ نے اس راز سے یہ فرماکر پردہ نہ اٹھایا کہ "مسیح ابن مریم فوت ہوگیا ہے ۔" "دجعلنک المسیح بن مریم" اس کے بعد آپ نے (یعنی مرزا صاحب نے) قرآن کریم کی آیات پر غور کرنا شروع کیا ، اور پورے ایک سال بعد یعنی ۱۸۹۱ء میں جب آپ کو (یعنی مرزا صاحب کو) حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کا یقین ہوگیا تو آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ۔ اسی دعویٰ کے بعد مخالفت کا طوفان اٹھا ۔ بہت سے لوگ جماعت سے الگ ہوگئے ۔ اور آپ کے (یعنی راقم الحروف کے)

علماء نے کفر کا فتویٰ لگایا —— اب بات بالکل سیدھی سادی ہے، قرآن کریم خدا کا قول ہے۔ اور اس کے بعد ساری کتابیں، جن کا آپ نے حوالہ دیا ہے۔ قولِ البشر میں داخل ہیں۔ خدا کا قول، البشر کے قول پر حاوی اور حَکَم ہے۔"
(پیغام صلح ۱۴ر جولائی ۱۹۷۶ء ص۳)

گویا آپ خود بھی اعتراف فرماتے ہیں کہ ۱۸۹۰ء تک مرزا صاحب اور ان کی جماعت امت اسلامیہ کے تیرہ سو سالہ عقیدہ پر قائم تھی۔ بعد ازاں مرزا صاحب کو الہام ہوا کہ مسیح ابن مریم مرگیا۔ اور اب تو ہی مسیح ہے۔ اس الہام کی روشنی میں مرزا صاحب نے قرآن کریم کا ایک نئے انداز سے مطالعہ شروع کیا، اور ایک سالہ غور و فکر کے بعد انہوں نے مسیح کی وفات کا اعلان کرکے ان کی مسند کو خود ہی زینت بخشنے کا فیصلہ کرلیا۔ وہ دن اور آج کا دن، مرزا صاحب اور ان کی جماعت کا اعتقادی راستہ مسلمانوں کے تیرہ سو سالہ راستے سے الگ چلا آتا ہے، جس بات کو آپ خود تحریر فرما رہے ہیں اسی کو میں آپ کے ماضی سے کٹ جانے کیساتھ تعبیر کر رہا ہوں۔ جب تک مرزا صاحب نے ملت اسلامیہ کے عقیدے سے انحراف نہیں کیا کسی نے ان کی مخالفت نہیں کی، اور جب سے مرزا صاحب نے اپنے "الہام" کی پیروی کرتے ہوئے اسلامی عقائد کو منسوخ کرنا شروع کیا تب سے ان کی مخالفت بھی امت اسلامیہ پر فرض ہوئی۔ بہرحال یہ تھی وہ غلطی جس نے مرزا صاحب کا راستہ امت سے الگ کر دیا، اس کا اعتراف مرزا صاحب کو بھی ہے، چنانچہ ملفوظات احمدیہ میں مرزا صاحب کا یہ ارشاد نقل کیا ہے:

"ایک دفعہ ہم دلی میں تھے، ہم نے وہاں کے لوگوں سے کہا کہ تم نے تیرہ سو سال سے یہ نسخہ استعمال کیا کہ حضرت عیسیٰؑ کو زندہ آسمان پر بٹھایا۔ مگر اب دوسرا نسخہ ہم بتاتے ہیں وہ استعمال کرکے دیکھو۔ اور وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو وفات شدہ مان لو"۔ (ملفوظات جلد دہم ص۳۰۰ مطبوعہ ربوہ)

گویا مرزا صاحب یہ تو تسلیم کرتے ہیں کہ تیرہ سو سال سے امتِ اسلامیہ میں حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ متواتر چلا آتا ہے، مگر ساتھ ہی وہ یہ مشورہ بھی دیتے ہیں کہ اب اس عقیدہ کو تبدیل کرلیا جائے اور اس کے بجائے حضرت عیسیٰؑ کی وفات کا عقیدہ رکھا جائے —— ظاہر ہے کہ کسی امتی کی یہ مجال نہیں کہ وہ شریعت محمدیہؐ کے کسی ادنیٰ مستحب کو بھی تبدیل

سکے، کجا کہ عقائد میں نسخ و تبدیل کی جراٗت کیجائے۔ اس لئے مرزا صاحب کے مشورہ کو پذیرائی نہ ہوئی

علاوہ ازیں عقائد تو ہمیشہ غیر متبدل ہوتے ہیں۔ ان میں نسخ و تبدیل ممکن ہی نہیں۔ کیونکہ ہر عقیدہ ایک جملہ خبریہ ہے۔ وہ اگر واقعہ کے مطابق ہے تو حق ہے ورنہ باطل —— اب جبکہ مرزا صاحب کا ۱۸۹۰ء کے بعد کا عقیدہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تیرہ چودہ سو سالہ امت کے عقیدہ کے خلاف ہے تو لامحالہ ایک حق ہوگا اور دوسرا باطل —— ہمارے نزدیک حق وہی ہے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر آج تک کے تمام اہل حق متفق چلے آئے ہیں، اسے تبدیل کرنے کے معنی یہ ہوں گے کہ ہم حق کو چھوڑ کر باطل کے دامن میں پناہ لیں

آپ نے اپنی منقولہ بالا عبارت کے آخر میں جو ارشاد فرمایا ہے کہ " قرآن قولِ خدا ہے۔ اور جن کتابوں میں حیات عیسیٰؑ کا مسئلہ لکھا ہے۔ وہ قول بشر ہے۔ اور قولِ خدا قول بشر پر حکم ہے " اس کے بارے میں گذارش ہے کہ زیر بحث مسئلہ میں قولِ بشر کا مقابلہ نہیں، بلکہ تیرہ صدیوں کے فہم قرآن اور مرزا صاحب کے فہم قرآن کے درمیان مقابلہ ہے۔ یک عقیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی امت نے قرآن مجید سے سمجھا۔ اور اس کے خلاف دوسرا عقیدہ مرزا صاحب کا اور ان کی جماعت نے قرآن کی طرف منسوب کیا، اب آپ ہی انصاف فرمائیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فہمِ قرآن حجت ہے یا مرزا غلام محمد صاحب کا ؟ اور امت اسلامیہ کا اجماعی فہم لائق اعتبار ہے یا سرسید اور اس کے پیروؤں کا ؟ ؎

ڈاکٹر صاحب! اہل علم اور اہل دانش کو انصاف لازم ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ و تابعین، آئمہ دین اور مجددین کے سامنے قرآن نہ ہوتا اور وہ پہلی بار قادیان میں صرف مرزا غلام محمد صاحب کے سامنے کھلا ہوتا تب تو آپ کہہ سکتے تھے کہ " مرزا صاحب سے پہلے جن لوگوں نے حیات عیسیٰ کا عقیدہ رکھا ان کا قول، قولِ بشر ہے جو نعوذ باللہ محض اٹکل پچو قیاس اور رائے پر مبنی ہے۔ اور وہ بے چارے معذور تھے۔ کیونکہ ابھی تک اس مسئلہ میں

؎ :- حیات عیسیٰ کا انکار سب سے پہلے سرسید نے کیا تھا، حکیم نورالدین، مولوی عبدالکریم سیالکوٹی اور دیگر نیچری سرسید کی تقلید میں اس کے قائل تھے، مرزا غلام احمد صاحب نے " الہامی سند " سے سرسید کے مشن کو اپنایا تو یہ تمام لوگ مرزا صاحب کے گرد جمع ہو گئے۔

قرآن کی نصِ قطعی نازل نہیں ہوئی - اور جب مرزا صاحب پر قادیان میں قرآن نازل ہو گیا تو اس کے بعد کوئی معذور نہیں رہا۔" ـــــ لیکن جب قرآن مرزا صاحب پر نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا، اور مرزا صاحب سے پہلے تیرہ صدیوں میں قرآن دنیا میں موجود تھا، اور دورِ نبوی سے مرزا صاحب کے وقت تک اس کی تلاوت، تعلیم و تعلم، اور تشریح و تفسیر کا سلسلہ بھی کبھی منقطع نہیں ہوا تو آپ کو یہ کس نے بتایا کہ قرآن صرف مرزا صاحب ہی نے دیکھا ہے۔ اس سے پہلے اسے نہ کسی نے دیکھا، پڑھا، نہ سمجھا ـــــ اس لئے مرزا صاحب کا قول تو قولِ خدا ہے اور باقی سب کا قول، قولِ بشر میں داخل ہے ـــــ مجھے آپ ایسے دانشوروں پر رہ رہ کر تعجب آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ فرمائیں کہ:

"إن عيسى لم يمت وانه راجع اليكم قبل يوم القيامة" (در منثور)

ترجمہ:- بے شک عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں، اور بے شک وہ قیامت سے پہلے تمہارے پاس واپس آئیں گے۔

اِس کے مقابلہ میں مرزا صاحب کہتے ہیں کہ " ابنِ مریم مر گیا حق کی قسم لیکن آپ حضرات کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تاکیدی ارشاد تو قولِ بشر میں داخل ہے اور مرزا صاحب جو کچھ فرماتے ہیں وہ قولِ خدا ہے - اِس ذہنیت کا ماتم آخر کن الفاظ میں کیا جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ "میرے ربّ کا مجھ سے عہد ہے کہ قربِ قیامت میں دجال کا خروج ہوگا تو میں (آسمان سے) نازل ہو کر اسے قتل کروں گا" (ابن ماجہ ص۲۹۹) اور مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ابنِ مریم کی حقیقت کاملہ منکشف نہیں ہوئی (ازالہ ص ۲۸۲ طبع پنجم) مگر آپ لوگوں کو مرزا صاحب پر تو ایمان ہے - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول، قولِ بشر ہے۔

ترجمان قرآن عبداللہ بن عباسؓ قرآن کریم کی آیت بل رفعه الله اليه کی تفسیر میں فرماتے ہیں،

"جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھانے کا ارادہ کیا تو وہ اپنے اصحاب کے پاس تشریف لائے، اور مکان میں بارہ حواری تھے ...... اور عیسیٰ علیہ السلام کو مکان کے روشن دان سے آسمان کی طرف اٹھا لیا گیا (در منثور ص۲۳۸ ج۲)

اور مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ:

"جن کا یہ گمان ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر گئے - ان کے ہاتھ میں کوئی دلیل نہیں بلکہ وہ جھوٹ بولتے ہیں۔" (خطبہ الہامیہ ص۱۴۳)

مگر آپ لوگوں کے نزدیک مرزا صاحب سچے ہیں اور عبداللہ بن عباسؓ جھوٹے ـــــ معاذاللہ

امام الاولیاء، سید التابعین حسن بصریؒ قرآن کریم کی آیت مبارکہ وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

"قبل موت عیسٰی، واللہ انہ الآن لحیّ عند اللہ ولکن اذا نزل آمنوا بہ اجمعون" (تفسیر ابن جریر)

ترجمہ: "یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے (تمام اہل کتاب پر ایمان لائیں گے)، اللہ کی قسم وہ ابھی زندہ ہیں۔ اللہ کے پاس، لیکن جب وہ نازل ہونگے تو ان پر سب ایمان لائیں گے۔"

مگر آپ لوگوں کے نزدیک حضرت حسن بصریؒ کی قسم جھوٹی ـــ اور مرزا صاحب کی قرآن فہمی برحق۔

یہ چند مثالیں اس امر کی وضاحت کیلئے عرض کی ہیں۔ کہ مرزا صاحب کا فہم قرآن۔ گذشتہ اکابر امت کے فہم قرآن سے کس طرح ٹکراتا ہے۔ لیکن آپ مرزا صاحب پر اعتماد کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام اکابر امّت کو چھوڑنے کیلئے آمادہ ہوگئے اور اس امر کا قطعاً احساس نہ کیا کہ ہم اپنے ماضی سے کٹ رہے ہیں۔ حالانکہ مرزا صاحب کے فہم قرآن کا یہ حال ہے کہ براہین احمدیہ کی تصنیف کے زمانہ میں وہ بزعم خود چودھویں کے مجدّد بھی تھے۔ محدّث بھی مُلہم بھی۔ مثیل عیسیٰ بھی، جری اللہ فی حلل الانبیاء بھی۔ رحمٰن سے قرآن کی تعلیم بھی حاصل کرچکے تھے، تمام کمالات محمدی مع نبوتِ محمدیہ کے ان کے آئینہ ظلیت میں منعکس ہوچکے تھے، اور ان پر مغز شریعت بھی کھل چکا تھا۔ مگر بایں ہمہ وہ براہین احمدیہ میں قرآن مجید کی آیت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور آمد ثانی کا عقیدہ ثابت کر رہے تھے (دیکھئے ص۴۹۸ و ص۴۹۹) اس وقت ان کا فہمِ قرآن یہ تھا، اور بقول ان کے بارہ برس بعد ان کے فہم قرآن نے یہ کہا عیسیٰ علیہ السلام مرچکے ہیں۔ اگر براہین کی تصنیف کے زمانہ میں ان کا فہم قرآن ـــ تمام کمالاتِ مزعومہ کے باوجود ـــ غلط تھا تو بعد کے دور میں ان کا فہم قرآن کیونکر صحیح تسلیم کرلیا جائے۔ جب ایک ہی مسئلہ میں وہ ایک وقت میں ایک رائے قائم کرتے ہیں اور دوسرے وقت میں ان کی رائے کچھ اور ہوتی ہے (پھر مسئلہ بھی اجتہادی نہیں بلکہ اعتقادی ہے، اور پھر یہ بھی نہیں کہ وہ پہلے دور میں قرآن سے ناآشنا ہوں، اور بعد میں انہیں قرآن فہمی کا کوئی نیا ملکہ حاصل ہوگیا ہے) تو اس سے اور کچھ ثابت ہو یا نہ ہو مگر بات تو بالکل واضح ہے کہ ان کی قرآن فہمی لائق اعتماد نہیں، بلکہ جو خیال ان کے نہاں خانہ دماغ میں جاگزیں ہوجاتے وہ اسی کو قرآن کریم سے ثابت کرنے بیٹھ جاتے ہیں۔

دنیا کی مذہبی تاریخ کی شاید یہ انوکھی مثال ہے کہ ایک شخص ایک عقیدہ کو قرآن سے ثابت کرتا ہے اور کچھ عرصہ بعد اسے قرآن کی تیس آیتیں اس کی نفی میں مل جاتی ہیں۔ اور اس کے مزید "قرآن فہمی" میں اس سے بھی آگے نکل جاتے ہیں۔ اور وہ پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ آیتوں سے اپنے مرشد کے سابق قرآنی عقیدے کی دھجیاں فضائے بسیط میں بکھیرنا شروع کر دیتے ہیں۔

پھر اس سے بھی عجیب تر یہ کہ آج جس سے عقیدے کو قرآن سے ثابت کیا جاتا ہے۔ کل اسی کو "شرک عظیم" ٹھہرایا جاتا ہے، غالباً اس تناقض اور تہافت کی مثال مرزا صاحب کے سوا کسی اور جگہ ڈھونڈنا عبث ہے۔ اور جن لوگوں نے متاعِ ایمان مرزا صاحب کی اس "قرآن فہمی" کے ہاتھ فروخت کر ڈالی ان کی حالت کس قدر قابل رحم ہے

ڈاکٹر صاحب ہمیں بتاتے ہیں کہ مرزا صاحب نے ۱۸۹۰ء کے بعد مطالعہ قرآن کی بنیاد اپنے "الہام" پر رکھی۔ حالانکہ مرزا صاحب کی "قرآن فہمی" کی طرح ان کا الہام بھی مرزا صاحب کے خیالات ہی کی عکاسی کیا کرتا ہے، جس زمانے نے مرزا صاحب پر کسی خیال کا غلبہ ہوجائے۔ ان پر اسی خیال کے "الہامات" کی بارش شروع ہوجاتی ہے، چونکہ آدمی کے خیالات بدلتے رہتے ہیں اس لئے مرزا صاحب کے الہامات بھی تضاد اور تناقض کا مرقع ہیں، چنانچہ ۱۸۹۰ء سے پہلے مرزا صاحب کو حضرت عیسٰی علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری کے الہامات ہوتے تھے، ملاحظہ فرمائیے

الف:۔ اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار، آیات اور انوار کی رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے .... چونکہ اس عاجز کو حضرت مسیح سے مشابہت تامہ ہے۔ اس لئے خداوند کریم نے مسیح کی پیشگوئی میں ابتدائسے اس عاجز کو بھی شریک کر رکھا ہے۔ یعنی حضرت مسیح پیش گوئی متذکرہ بالا در جو آیت ھو الذی ارسل رسولہ الایہ میں کی گئی ہے، کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے۔ اور یہ عاجز روحانی اور معقول طور پر اس کا محل اور مورد ہے۔" (براہین صہ ۴۹۹/۴)

[یعنی الہامات میں مرزا صاحب پر ظاہر کیا گیا ہے کہ حضرت مسیحؑ کی زندگی کے دو دور ہیں ایک رفعِ آسمانی سے پہلے کا۔ اور دوسرا نزول کے بعد کا۔ پہلا غربت اور مسکنت کا دور تھا اور دوسرا جاہ و جلال اور حکومت کا دور ہوگا۔ مرزا صاحب کو الہامات میں بتایا گیا ہے کہ وہ مسیحؑ کی پہلی زندگی کا نمونہ ہیں۔ اور چونکہ ان کو حضرت مسیح علیہ السلام سے مشابہت تامہ حاصل ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی آیت ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق میں جو

مسیح علیہ السلام کے دوبارہ آنے کی پیشگوئی کر رکھی ہے۔ اس میں ابتداً ہی سے مرزا صاحب کو بھی شریک کر رکھا ہے۔ یعنی آیت کا ظاہری اور جسمانی مصداق حضرت مسیح علیہ السلام کا دوبارہ آنا ہے۔ اور روحانی اور معقولی مصداق مرزا صاحب کی ذات گرامی ہے ـــ اِس آیت کی یہ تشریح جو مرزا صاحب کو الہام میں بتائی گئی ہے۔ اس کی رو سے یہ آیت حضرت مسیح علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری پر نقلِ قطعی الثبوت بھی ہے۔ اور قطعی الدلالت بھی ـــ اور قطعیات کا انکار کفر ہوتا ہے۔ اِس لئے مسیحؑ کی آمد ثانی کا انکار بھی قطعاً کفر ہوگا [

ب :- براہین احمدیہ ص۵۰۵ میں مرزا صاحب کا ایک الہام اور اس کی تشریح درج ذیل ہے

" عسیٰ ربکم ان یرحم علیکم وان عدتم عدنا وجعلنا جهنم للکافرین حصیراً ۔

خدا تعالیٰ کا ارادہ اس بات کی طرف متوجہ ہے جو تم پر رحم کرے اور اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی طرف رجوع کریں گے، اور ہم نے جہنم کو کافروں کیلئے قید خانہ بنا رکھا ہے ـــ یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیحؑ کے جلالی طور پر ہونے کا اشارہ ہے، یعنی اگر طریقِ رفق اور نرمی اور لطف و احسان کو قبول نہیں کریں گے، اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیاتِ بینہ سے کھل گیا ہے۔ اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے۔ کہ جب خدا تعالیٰ مجرمین کیلئے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا، اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کر دیں گے، اور کج اور ناراست کا نام و نشان نہ رہے گا، اور جلالِ الٰہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلی قہری سے نیست و نابود کر دے گا۔ اور یہ زمانہ اُس زمانہ کیلئے بطور ارہاص کے واقع ہوا ہے، یعنی اُس وقت جلالی طور پر خدا تعالیٰ اتمام حجت کرے گا۔ اب بجائے اس کے جمالی طور پر یعنی رفق اور احسان سے اتمام حجت کر رہا ہے۔"

ان دونوں حوالوں سے واضح ہوتا ہے کہ براہین احمدیہ کی تصنیف کے زمانے میں مرزا صاحب کو حضرت عیسیٰ علیہ سلام کی دوبارہ تشریف آوری کا الہام ہوا تھا۔ اور الہامات میں ان پر ظاہر کیا گیا تھا کہ ان کا زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا زمانہ نہیں بلکہ اِس کیلئے "ارہاص" اور ابتدائی آثار کی حیثیت رکھتا ہے ـــ لیکن کچھ عرصہ بعد مرزا صاحب بتاتے ہیں کہ انہیں الہام کے ذریعہ

بتایا گیا ہے کہ "مسیح مر چکا ۔ اور اب تو ہی مسیح ابن مریم ہے ۔" جو شخص مرزا صاحب کے دونوں زمانوں کے ان متضاد الہامات پر غور کرے گا وہ یقیناً اِس نتیجہ پر پہنچے گا کہ مرزا صاحب کے "الہامات" ان کے وقتی خیالات کے تابع ہوا کرتے ہیں ، اگر یہ " الہامات " من جانب اللہ ہوتے تو ان میں تناقض اور تضاد نہ ہوتا ۔ آخر یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک زمانے میں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مرزا صاحب پر یہ ظاہر کیا جائے کہ

الف :۔ قرآن کی پیشگوئی حضرت عیسٰی علیہ السلام کی دوبارہ آمد کے بارے میں ہے ۔

ب :۔ وہ زمانہ بھی آنے والا ہے جب حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اُتریں گے ۔

ج :۔ مرزا صاحب کا زمانہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی تشریف آوری کیلئے " ارہاص " کی حیثیت رکھتا ہے ۔

د :۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری کے وقت خدا تعالےٰ جلالی طور پر اتمام حجت کرے گا ۔

لیکن دوسرے وقت اللہ تعالیٰ اپنی ان تمام الہامی خبروں کو یہ کہہ کر غلط ٹھہرا دے کہ "مسیح مر گیا ہے وہ اب دوبارہ نہیں آئے گا ۔"

غور فرمائیے کہ جب اللہ تعالیٰ عیسٰی علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری کا مرزا صاحب کو الہام کر رہا تھا کیا اس وقت اسے خبر نہ تھی کہ مسیح مر چکا ہے ۔ اور اسے اب دوبارہ نہیں آنا ہے ۔

گذشتہ بحث پر جو شخص بھی بنظر انصاف غور کرے گا ۔ اسے یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ نہ تو مرزا صاحب کے فہم قرآن پر اعتماد کیا جا سکتا ہے ، نہ ان کے الہامات ہی کا کچھ اعتبار ہے ۔ وہ اپنے ہی خیالات و نظریات کو الہامات تصور کر لیتے ہیں ۔ اور پھر کھینچ تان کر انہیں قرآن کریم کی طرف منسوب کر دیتے ہیں ۔ اس اصولی بحث کے بعد " پیغام صلح " کے پیش کردہ شبہات خودبخود زائل ہو جاتے ہیں ۔ تاہم ڈاکٹر صاحب اور ان کی جماعت کی خیر خواہی کیلئے ان کا الگ الگ جواب بھی عرض کرتا ہوں ۔ ممکن ہے کسی طالب حق کی تسکین و تشفی کا موجب ہو جائے ۔

حیات و ممات کا فیصلہ اور قرآن کریم آپ لکھتے ہیں :۔

ہم حضرت عیسٰیؑ کی حیات و ممات کا فیصلہ قرآن کریم سے چاہتے ہیں ۔ اگر یہ ثابت

ہو جائے کہ حضرت مسیحؑ آسمان پر زندہ ہیں تو پھر انہوں نے ہی نازل ہونا ہوگا، اور حضرت مرزا صاحب اپنے دعوے میں جھوٹے قرار پاتے ہیں۔ اور اگر نہیں تو یہ خودبخود فیصلہ ہو جائے گا کہ یہ شرک عظیم ہے یا نہ۔" (پیغام صلح ۱۴ جولائی ۱۹۶۷ء ص ۳)

اوپر قرآن کریم کی تین آیات ذکر کر چکا ہوں جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر زندہ اٹھایا جانا اور قرب قیامت میں دوبارہ نازل ہونا مذکور ہے۔

پہلی آیت :- وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ۔ (اور انہوں نے آپؑ کو ہرگز قتل نہیں کیا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو اپنی طرف اٹھا لیا۔)

صحابہ، تابعین، مجددین اور مفسرین بیک زبان اس آیت کے یہی معنی بیان کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھایا۔

دوسری آیت :- وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ۔ اس کی تفسیر حضرت حسن بصریؒ سے اوپر نقل کر چکا ہوں کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ اور قرب قیامت میں وہ نازل ہوں گے۔ اس وقت تمام اہل کتاب ان پر ایمان لائیں گے۔

یہی تفسیر حضرت ترجمان القرآن ابن عباس، حضرت ابوہریرہ، حضرت محمد بن حنفیہ، حضرت ام سلمہ حضرت قتادہ تابعی، حضرت ابن زید تابعی، حضرت ابومالک تابعی اور دیگر ائمہ ہدیٰ سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے قبل تمام اہل کتاب ان پر ایمان لائیں گے۔

اس آیت کی ایک دوسری تفسیر یہ کی گئی ہے کہ ہر کتابی اپنی موت سے قبل حضرت عیسیٰ پر ایمان لاتا ہے۔ یہ تفسیر اگرچہ مرجوح ہے مگر یہ پہلی تفسیر کے منافی نہیں۔ اپنی جگہ دونوں صحیح ہیں۔ چنانچہ بہت سے اکابر نے بیک وقت دونوں تفسیریں کی ہیں۔ اور بعض نے پہلی تفسیر کو اور بعض نے دوسری تفسیر کو راجح کہا ہے ـــــ

تیسری آیت :- ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔

اس آیت کی تفسیر خود مرزا صاحب یہ فرماتے ہیں۔

"یہ آیت جسمانی اور سیاستِ ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے۔ اور جس غلبۂ کاملہ کا اس آیت میں وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ حضرت مسیح کے ذریعہ ظہور میں آئیگا۔ اور جب حضرت مسیح دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائیگا۔" (براہین احمدیہ ص ۴۹۸، ص ۴۹۹)

ان کے علاوہ اور بہت سے مواقع پر اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کے زندہ ہونے اور آخری زمانے میں نازل ہونے کو تصریحاً یا اشارتاً بیان فرمایا ہے۔ مگر کسی ایک جگہ بھی ان کے حق میں موت کا لفظ استعمال نہیں فرمایا، بلکہ آیت ۱۵۹ میں قبل موتہٖ کا لفظ آیا ہے، جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ آیت کے نزول تک کا زمانہ "ان کی موت سے قبل" کا زمانہ ہے۔ یعنی کم ازکم اس آیت کے نازل ہونے تک تو ان کی موت واقع نہیں ہوئی تھی۔ رہا یہ کہ پھر کب ہوگی؟ اس کا فیصلہ بھی قرآن کریم نے اسی آیت میں کر دیا ہے، یعنی جب تک تمام اہل کتاب ان پر ایمان نہ لے آئیں تب تک ان کی موت واقع نہ ہوگی اور جب آخری زمانہ میں خروج دجال کے موقع پر ان کا نزول ہوگا اور ان کے ہاتھ سے فتنۂ دجال کا صفایا ہو چکے گا۔ تمام اہل کتاب، جو اس وقت تک موجود ہوں گے، ان پر ایمان لے آئیں گے۔ تب ان کے انتقال کا وقت آئیگا۔ یہی مضمون آنحضرت صلعم نے اُس حدیث میں بیان فرمایا ہے جو مرزا غلام احمد نے حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم کے ص۵۳ پر نقل کی ہے

ثم یموت فیدفن معی فی قبری (مشکوٰۃ ص۴۸۰)	پھر ان کا انتقال ہوگا، پس وہ میرے ساتھ میرے روضہ اطہر میں دفن ہوں گے۔

پھر یہی مضمون اِس حدیث میں ارشاد ہے جو مسٹر محمد علی لاہوری نے "النبوۃ فی الاسلام" کے ص۹۲ پر درج کی ہے۔

ویھلک اللہ فی زمانہ الملل کلھا الا الاسلام ویھلک المسیح الدجال فیمکث فی الارض اربعین سنۃ ثم یتوفی فیصلی علیہ المسلمون (ابوداؤد ص۲۳۸)	اور ان کے زمانہ میں اسلام کے سوا تمام مذاہب مٹ جائیں گے، اور مسیح دجال ہلاک ہوجائیگا۔ پس وہ زمین میں چالیس برس رہیں گے۔ پھر ان کی وفات، پس مسلمان ان پر نماز جنازہ پڑھیں گے

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے۔

ان روح اللہ عیسیٰ نازل فیکم ۔۔۔ فیمکث اربعین سنۃ ثم یتوفی و یصلی علیہ المسلمون (منتخب کنز العمال بر حاشیہ مسند احمد ص۵۶ ج۶)	بے شک حضرت روح اللہ عیسیٰؑ تم پر نازل ہوں گے ...... پس چالیس برس رہیں گے پھر ان کا وصال ہوگا۔ اور مسلمان ان کی نماز پڑھیں گے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے درخواست کہ انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے پہلو میں دفن کی اجازت دی جائے ۔ یہ فرمایا: مجھے اس جگہ دفن ہونے کا موقع کیسے مل سکتا ہے ۔ وہاں تو صرف میری ، ابوبکر عمر اور عیسیٰ بن مریم کی قبروں کی جگہ ہے

وانی لك بذلك الموضع ، مافيه الا موضع قبری ، وقبر ابی بکر و عمر و عیسیٰ بن مریم (الوفا ص۵۶)

قرآن کریم کے ارشادات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تشریحات سے ثابت ہوجاتا ہے کہ مسیح علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں ۔ وہ قرب قیامت میں نازل ہوں گے ۔ اس کے بعد ان کی وفات ہوگی ، مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے اور انہیں روضہ اطہر میں دفن کیا جائے گا ۔ جہاں ان کی قبر کی جگہ موجود ہے (مشکوٰۃ)

اب ڈاکٹر صاحب کو حق حاصل ہے کہ وہ مرزا صاحب کو جھوٹا سمجھیں یا قرآن و حدیث اور خدا و رسول کی تکذیب کریں ۔

ٹینڈر نوٹس

پی ۔ ڈبلیو ۔ ڈی کے منظور شدہ ٹھیکیداروں / رجسٹرڈ فرموں سے مندرجہ ذیل کاموں کیلئے ۱۵ ستمبر ۱۹۷۶ء تک آئیٹم ریٹ پر سربمہر ٹینڈر مطلوب ہیں ۔

نمبر شمار	کام کی نوعیت	تخمینہ	زربیعانہ	مدت تکمیل
۱	خیبر میڈیکل کالج میں اناٹومی بلاک بنانا تین سطح بائیٹو نیٹک واٹر پروف وغیرہ	80,000/-	1600/-	ایک مہینہ

۱ :۔ ٹینڈر ۱۵ ستمبر ۱۹۷۶ء کو ۱۱ بجے صبح وصول کر کے اسی دن ٹھیکیداروں یا ان کے بااختیار نمائندوں کی موجودگی میں کھولے جائیں گے ۔
۲ :۔ زربیعانہ کی رقم پروجیکٹ ڈائرکٹر صاحب حیات شہید ٹیچنگ ہسپتال پشاور کے نام کال ڈیپازٹ کی صورت میں جمع کرانی ہوگی ۔
۳ :۔ سادہ ٹینڈر فارم پانچ روپے کی نقد ادائیگی (ناقابل واپسی) پر زیر دستخطی کے دفتر سے حاصل کئے جا سکتے ہیں ۔
۴ :۔ ٹینڈر دہندگان کو سالانہ رجسٹریشن فیس کی رسید دفتر میں بھیجنی چاہیئے ۔
۵ :۔ زیر دستخطی اپنا یہ حق محفوظ رکھتا ہے کہ کوئی وجہ بتائے بغیر کوئی بھی ٹینڈر منظور یا مسترد کر دے ۔
۶ :۔ دیگر تفصیلات زیر دستخطی کے دفتر میں کسی بھی حاضری کے دن صبح 7.30 بجے سے ½1 بجے سوائے یا دوسری تعطیل کے دیکھی جا سکتی ہیں ۔

سلیم جاوید ڈپٹی پروجیکٹ ڈائرکٹر حیات شہید ٹیچنگ ہسپتال پشاور INF (P) Adv/1163

وضو قائم رکھنے کے لئے جوتے پہننا بہت
ضروری ہے ہر مسلمان کی کوشش
ہونی چاہیئے کہ اس کا وضو قائم رہے۔

سروس انڈسٹریز

پائیدار۔ دلکش۔ موزوں اور
واجبی نرخ پر جوتے بناتی
ہے

سروس شوز
قدم قدم حسین قدم قدم آرام

ماسٹر پلان جشن صد سالہ
دارالعلوم دیوبند
۱۳۹۷ھ ۱۹۷۷ء
صفحات ۴۸ - قیمت ایک روپیہ
الرشید

مختلف رنگوں اور ڈیزائنوں میں پاکستان کے علاوہ
دنیا کے دیگر ۵۰ سے زائد ملکوں میں بھی دستیاب ہے

ایگل ایک عالمگیر قلم

مینوفیکچررز:
آزاد فرینڈز اینڈ کمپنی لمیٹڈ
کراچی ۱۶ فون: ۲۹۲۳۷۰

سول ایجنٹ:
سلطان شاہد اینڈ کمپنی
۱۹۰/۲ مریٹ روڈ (۱) فون: ۲۲۲۳۳۰